پیرزادہ میاں الٰہی بخش بھٹہؒ

پیرزادہ میاں الٰہی بخش بھٹہؒ کا سلسلہ نسب آٹھویں پُشت میں حضرت حافظ دِیوان چشتی قادریؒ سے جاملتا ہے۔ جو سترہویں صدی عیسوی کے مشہور ولی اللہ تھے۔ حضرت حافظ دیوانؒ نے ظاہری و باطنی تعلیم بغداد شریف سے حاصل کی اور اُس زمانے کے گدی نشین سے ہی فیض ملا۔ غوث الاعظمؒ کے لاڈلے نے حکم دیا: اے پنجابی درویش! اگر روحانی رکاوٹ محسوس کرو تو پاکپتن شریف میں حضرت حاجی دیوانؒ کے پاس چلے جانا اور دوبارہ بغداد شریف کا سفر نہ کرنا۔ مرشد کے حکم پر پاکپتن شریف میں حاضری دی اور چشتی سلسلہ کے عظیم بزرگ حضرت حاجی دیوانؒ نے بھی روحانی فیوض و برکات سے مالا مال کیا۔ اُنہوں نے ارشاد فرمایا آپ بھی ہم میں سے ہیں اور 'دیوان' کے لقب سے نوازا۔ اسی نسبت سے آپ حافظ دیوانؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ مرشد کے حکم پر ہی پیپل شریف، تحصیل لالیاں، ضلع چنیوٹ میں رُشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔

پیرزادہ میاں الٰہی بخشؒ بچپن سے ہی نیک سیرت، خاموش طبع اور دُنیاداری کے معاملات میں دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ زہد وتقویٰ اور عبادت آپ کا شعار تھا۔ اُس دور میں چشتی مشائخ دربار عالیہ حضرت حافظ دیوانؒ پر حاضری دیتے تھے۔ پورا خاندان پاکپتن شریف اور سیال شریف کے مشائخ کا بیعت تھا۔ خانوادہ میں تصوف اور روحانیت کی اس روایت کے باوجود آپ نے کسی کی بیعت نہیں کی۔

ایک دن اپنی اہلیہ محترمہ سے کہا کہ مجھے دُھلے ہوئے کپڑے دو۔ کپڑے تبدیل کر کے پوچھا کہ گھر میں پیسے ہیں؟ پیسے کا لفظ سُن کر اُنہیں تعجب ہوا کہ پہلی بار آپؒ نے پیسے کا ذکر کیا تھا۔ اہلیہ محترمہ نے بتایا کہ فلاں برتن میں پڑے ہوئے ہیں۔ زادِ سفر لے کر کسی کو بتائے بغیر سبھاگا ریلوے اسٹیشن (ضلع سرگودھا) پہنچ گئے۔ ریلوے اسٹیشن کے مسافر خانہ میں حقہ پڑا تھا۔ حقہ پینا شروع کر دیا۔ جھنگ اور سرگودھا کی گاڑیاں گزر گئیں لیکن آپؒ نے نہ ٹکٹ لیا اور نہ ہی دونوں گاڑیوں پر سوار ہوئے۔ ریلوے اسٹیشن کے انچارج کو یہ بات

ناگوار گزری کہ یہ آدمی صبح سے حقہ پیے جا رہا ہے۔ دونوں گاڑیاں گزر گئی ہیں اُن پر سوار بھی نہیں ہوا۔ آپ کی وضع قطع اور چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر اُس نے بڑی شائستگی سے پوچھا، ''اے درویش! آپ نہ تو جھنگ کی گاڑی پر سوار ہوئے ہیں اور نہ ہی سرگودھا کی گاڑی پر۔ کہاں جانا چاہتے ہو؟'' آپ نے کہا،''میں خدا کی تلاش میں نکلا ہوں تمہی بتا دو کہ کون سی گاڑی خدا تک پہنچاتی ہے''؟ ریلوے اسٹیشن کے انچارج نے جواباً عرض کی۔''کوئی گاڑی خدا تک پہنچاتی ہے یا نہیں اس کا تو مجھے علم نہیں البتہ میں نے سُن رکھا ہے کہ اویس العصر، مرد کامل، حضرت خواجہ گوہرالدین احمدؒ خدا ملا دیتے ہیں''۔

غالباً وہ صاحب ضلع گجرات کے باسی تھے۔ اُن سے جیندڑ شریف کا راستہ پوچھ کر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ اویس العصر حضرت گوہرالدین احمدؒ حویلی کے احاطہ میں بوہڑ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ علماء، فضلا، عشاق اور مریدین کا جم غفیر تھا۔ گلستان معرفت کی رونقیں اپنے عروج پر تھیں۔ آ کر سلام عرض کیا۔

عشق کرم دا قطرہ ازلی تیں میں دے وس ناہیں

اکناں لبھ دیاں ہتھ نہ آوے اکناں دے وچ راہیں

من کی مرادیں پوری ہوگئیں۔ ہمیشہ کے لئے خواجہ صاحب کی غلامی نصیب ہوئی۔ جب جیندڑ شریف سے واپس اپنے گاؤں گئے تو اُن کے والد محترم پیرزادہ میاں خوشی محمد بھٹا بیٹے کی محویت اور استغراق کو دیکھ کر انگشت بدنداں تھے۔ باپ اور بھائی کے دل میں بھی حضور قبلہ عالمؒ، رازدار حقیقت نبوت کی زیارت کا شوق انگڑائیاں لینے لگا۔ دونوں کو ساتھ لے کر حضور قبلہ عالمؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دی اور استعداد کے مطابق ظاہری و باطنی برکات سے فیض یاب ہوئے۔ پیپل شریف کے پابندِ صوم وصلوٰۃ حضرات کی ایک جماعت باقاعدگی سے آستانہ عالیہ پر حاضری دینے لگی۔ اُن میں میاں سالم دین اور میاں محمد ملاح خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

میاں الٰہی بخشؒ نے تادمِ وصال زندگی کا بیشتر حصہ جیندڑ شریف میں گزارا۔ اپنے آبائی گاؤں میں جی نہیں لگتا تھا۔ تین چار ماہ گاؤں میں گزارتے اور پھر انوار و برکات

کے مرکز جیند ڑ شریف چلے جاتے اور وہاں کئی ماہ تک حضور قبلہ عالمؒ کی خدمتِ اقدس میں سالکانِ راہ کے ہمراہ اسرارِ باطنی سے فیض یاب ہوتے۔ حضور قبلہ عالمؒ نے جب ظاہری دُنیا سے پردہ فرمایا تو درگاہ شریف کے انتظام وانصرام اور سجادگی کی ذمہ داری حضرت صاحبزادہ محمد رمضانؒ کے کندھوں پر آن پڑی۔ حضور قبلہ عالمؒ کے وصال کے بعد بھی بدستور جیند ڑ شریف میں قیام اور حاضری معمول رہی۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمد رمضانؒ اُنہیں محبت سے 'پتریز' کہتے تھے۔

اویس العصرؒ، راز دارِ حقیقتِ نبوت کے وصال فرمانے کے بعد آپ کی راتیں نوافل پڑھتے ہوئے اور دن مراقبہ میں گزر جانا۔ ایک عجیب سے اضطرار اور بے قراری میں رہنے لگے۔ ان برسوں میں غیر ارادی طور پر بعض ایسے کلمات ادا ہو جاتے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل خاص سے پورے ہو جاتے۔ صبر وتحمل، متانت، شرم وحیا، حسنِ اخلاق اور ہر حال میں راضی برضا رہنا آپ کی شخصیت کا خاصا تھا۔ آپ شریعتِ محمدی کے پابند تھے۔ پوری زندگی نہ تو اہل اللہ اور اہل تصوف کا کوئی دعویٰ کیا اور نہ ہی پیری مریدی کا کوئی سلسلہ شروع کیا۔ آپ کی زندگی کا امتیاز وفخر اویس العصرؒ کی غلامی ہی تھی۔ وصال سے قبل تین مرتبہ کلمہ شریف ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جیسے چھوٹا بچہ اُستاد کو سبق سناتا ہے۔ آپ یکم شوال 1374ھ بمطابق 24 مئی 1955ء کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا جسدِ مبارک حضرت حافظ دیوانؒ کی چوکھنڈی (پیپل شریف۔ ضلع چنیوٹ) میں دفن کیا گیا۔ آپ کی نمازِ جنازہ میں علاقہ کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ سب لوگوں نے عیدالفطر کی وجہ سے صاف اور نئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ نماز جنازہ کے بعد ایک صاحب نے آپ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر اعلان کیا:

''اے لوگو! جنہوں نے زندگی میں فرشتہ کی زیارت نہیں کی آج یہ سعادت حاصل کر لیں۔''